امامت صدیق و علی

از

اعلیحضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیشکش : الرضا پبلیکیشن ۳۷ر میمن واڑہ روڈ، ممبئی ۳

شائع کردہ رضا اکیڈمی ۵۲ر ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹

فروغ اہلسنّت کیلئے امام اہلسنّت کا دس نکاتی پروگرام

① عظیم الشان مدارس کھولے جائیں۔ باقاعدہ تعلیمیں ہوں

② طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں

③ مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں اُن کی کارروائیوں پر دی جائیں

④ طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دیکر اس میں لگایا جا[ئے]

⑤ اُن میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دیکر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریرًا و تقریرًا و و[عظًا] ومناظرۃً اشاعتِ دین و مذہب کریں

⑥ حمایتِ مذہب و ردِّ بدمذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنّفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے ج[ائیں]

⑦ تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مُفت تقسیم کئے جائیں۔

⑧ شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ [کو] اطلاع دیں، آپ سرکوبیٔ اعدار کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔

⑨ جو ہم میں قابلِ کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرّر کر کے فارغ البال بنائے جا[ئیں] اور جس کام میں انھیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

⑩ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلا قیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا" اور کیوں نہ صادق [ہو] کہ صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، صفحہ ۱۳۳)

RAZA OFFSET Mumbai-3 • Tel.: 23456313

امامت صدیق و علی

از

اعلیحضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیشکش : الرضا پبلیکیشن ۳۷/ ۷ میمن واڑہ روڈ، ممبئی ۳

شائع کردہ رضا اکیڈمی ۵۲ رڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹

فروغ اہلسنت کیلئے امام اہلسنت کا دس نکاتی پروگرام

۱ عظیم الشان مدارس کھولے جائیں۔ باقاعدہ تعلیمیں ہوں

۲ طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں

۳ مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں اُن کی کارروائیوں پر دی جائیں

۴ طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دیکر اس میں لگایا جائے۔

۵ اُن میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دیکر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً و وعظاً و مناظرۃً اشاعتِ دین و مذہب کریں

۶ حمایتِ مذہب و ردِّ بدمذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنّفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں

۷ تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مُفت تقسیم کیے جائیں۔

۸ شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبیٔ اعدا کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔

۹ جو ہم میں قابلِ کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرّر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انھیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

۱۰ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلاقیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا" اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا کلام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، صفحہ ۱۳۳)

RAZA OFFSET Mumbai-3 • Tel.: 23456313

غایۃ التحقیق

فی

امامۃ العلی و الصدیق

تصنیف

اعلیحضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت

مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بفیض حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضا اکیڈمی
۵۲ ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹
فیکس: ۲۶۶۵۹۲۳۶ فون: ۲۶۳۴۲۱۵۶-۰۲۲

سلسلۂ اشاعت نمبر ۱۴۳   سن اشاعت ۱۴۱۸ھ

QASID KITAB GHAR
Mohammad Hanif Razvi Nagarchi
Near Jamia Masjid, Arcot Dargah,
BIJAPUR-586104, (Karnataka)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ (القرآن پ ۲۴ رکوع ۱)

اور جو یہ سچ لے کر آئے وہ محمد ﷺ اور جس شخص ابوبکر نے اس کی تصدیق کی وہی متقی ہیں

اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ

وَعُمَرُ حِیْطَانُہَا	الحدیث رواہ الدیلمی	وَاَبُوْبَکْرٍ اَسَاسُہَا
وَعَلِیٌّ بَابُہَا		وَعُثْمَانُ سَقْفُہَا

ترے چاروں ہمدم ہیں یک جان و یک دل
ابوبکر، فاروق، عثمان، علی ہے
(امام احمد رضا بریلوی)

نام کتاب ـــــــ غایۃ التحقیق

مصنف ـــــــ اعلیٰحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سن اشاعت ـــــــ ۱۴۱۸ھ سنہ ۱۹۹۸ء

طباعت ـــــــ رضا آفسٹ بمبئی ۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم اہلِ سنت کیلئے یہ بات بڑی شرم کی ہے کہ سیدنا سرکار اعلیٰحضرت امام اہلِ سنت مولانا شاہ احمد رضا قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ۶۸ سالہ عمر شریف میں جو سرمایۂ علم وفن چھوڑا تھا، آج ان کے وصال کو ۸۰ سال کا عرصہ گذر چکا ہے اور ہم ان کی خدمات کو دنیا کے سامنے پیش بھی نہ کر سکے۔ ہاں ہمارے اکابر حضور مفتی اعظم، حضرت صدر الشریعہ اور مولانا حسنین رضا خاں ابن استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں، منشی لعل محمد مدراسی، قاضی عبدالوحید فردوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرہ نے اعلیٰحضرت کی جتنی تصانیف شائع کی ہیں وہ ہمیشہ یاد رہیں گی کیوں کہ ان سے پہلے کسی نے اعلیٰحضرت پر کوئی کام ہی نہیں کیا ہے۔ پھر کافی زمانہ تک خاموشی چھائی رہی اور تصانیفِ اعلیٰحضرت کو شائع کرنے میں ہم اہلِ سنت سُست رہے اور ہماری توجہ جلسوں، کانفرنسوں کی طرف زیادہ ہوگئی۔ ابھی چند سالوں سے الحمد للہ پھر بیداری پیدا ہوئی ہے اور تصانیفِ اعلیٰحضرت کو شائع کرنے کا سلسلہ پھر زور وشور سے شروع ہوگیا ہے ہندوستان اور پاکستان کے بعض ادارے جیسے "المجمع الاسلامی مبارکپور"، "جامعہ نظامیہ لاہور" "ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی" اور "رضا اکیڈمی مانچسٹر" قابلِ ذکر ہیں۔

رضا اکیڈمی پر سیدنا سرکار حضور مفتی اعظم کا کرم خاص ہے کہ اس نے اب تک ۱۱۶ کتابیں شائع کر چکی ہے اور اب ۱۰۰ کتابیں وہ بھی صرف اعلیٰحضرت کی شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ انھیں کتابوں میں سے ایک کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ۱۰۰ کتابوں کا جمع کرنا بھی بڑا مسئلہ تھا لیکن نبیرۂ اعلیٰحضرت حضرت مولانا محمد توصیف رضا خاں صاحب، مولانا محمد شریف قادری صاحب لاہور، مولانا محمد شہاب الدین رضوی صاحب، مولانا عبدالستار ہمدانی صاحب، جناب محمد علی رضوی صاحب وغیرہ نے ہمارا تعاون کیا۔ ان کتابوں کا اجرا ۱۰ر شوال ۱۴۱۸ھ کو بمبئی میں ہوگا۔ اس میں رضا اکیڈمی کی جانب سے نائب حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی، بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان صاحب مبارکپوری، حضرت علامہ مفتی غلام محمد صاحب ناگپوری، حضرت علامہ ارشد القادری صاحب، اور حضرت علامہ مفتی محمد جلال الدین صاحب امجدی کو ان کی دینی ومذہبی اور مسلکِ اعلیٰحضرت کی ترویج واشاعت میں نمایاں خدمات پر "امام احمد رضا ایوارڈ" پیش کیا جائے گا۔

دُعا فرمائیں کہ رب تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں ہم اراکینِ رضا اکیڈمی کو مسلکِ اعلیٰحضرت کا سچا و پکا خادم بنائے۔

اسیرِ مفتیِ اعظم
محمد سعید نوری
بانی و جنرل سکریٹری رضا اکیڈمی۔ ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۱۸ ہجری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحریر: محمد عبدالحکیم شرف قادری

خلیفۂ اوّل

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَصدقُ الصّادقین ، سیّدُ المتقین
چشم و گوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام

(امام احمد رضا)

آپ کا نامِ نامی عبداللہ ، کنیت ابوبکر اور لقب صدیق ، عتیق ، یارِ غار اور "خلیفۂ رسول اللہ" ہے ۔ عام فیل سے دو سال اور کچھ دن کم چار ماہ بعد ۵۷۲ عیسوی میں پیدا ہوئے ۔ سلسلہ نسب یوں ہے ، ابوبکر بن عثمان (ابو قحافہ) بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرّہ ، حضرت مُرّہ پر جاکر آپ کا نسب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے ۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجارت کا کاروبار کیا کرتے تھے ۔ معاشرہ میں آپ کا مقام نہایت بلند تھا ۔ حتیٰ کہ رؤسائے قریش میں شمار ہوتے تھے ، خون بہا کا فیصلہ آپ کے سپرد تھا ۔ اس معاملہ میں تمام قریش آپ کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے تھے ۔ جود و سخا ، صلہ رحمی ، مہمان نوازی ، بردباری و حلم اور صداقت و دیانت آپ کے وہ نمایاں اوصاف تھے ۔ جن کا انکار آپ کے بدترین دشمن کفارِ قریش بھی نہ کر سکتے تھے

قسامِ ازل نے آپ کو ابتداء ہی سے فطرتِ سلیمہ، قلب و نظر کی پاکیزگی، حق کو قبول کرنے والا دِل اور بے پناہ ذکاوت و فطانت عطا فرمائی تھی۔ امام زہری فرماتے ہیں۔ آپ کو اللہ جل مجدہٗ کے بارے میں ساری زندگی میں کبھی شک واقع نہیں ہوا[1] آپ نے مشرف باسلام ہونے سے پہلے بھی کبھی شراب نہیں پی[2]۔ آپ کو ابتداء ہی سے سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفاقت کا شرف حاصل تھا۔ فیضِ صحبت نے آپ کے دلِ انور کو ایسا روشن آئینہ بنا دیا تھا جو باطل کے عکس کو کسی سورت میں قبول نہ کرتا تھا۔ اور حق و صداقت کے نور کو بغیر کسی تردد کے قبول کر لیتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب نبی آخرالزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے سامنے پیغامِ اسلام پیش کیا۔ تو آپ نے فوراً قبول کر لیا اور مردوں میں سب سے پہلے ایمان لائے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دینِ اسلام اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناقابلِ فراموش خدمات انجام دیں۔ جو آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ آپ کی دعوت پر "عشرہ مبشرہ" میں سے پانچ صحابہ کرام حضرت عثمان غنی، زبیر بن عوام، عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم مشرف باسلام ہوئے۔ آپ نے ایسے سات حضرات کو خرید کر آزاد کیا جنہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں تکلیف دی جا رہی تھی ان ہی حضرات میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ آپ کی امتیازی خصوصیت یہ ہے۔ کہ آپ کی چار پشتیں شرفِ صحابیت سے مشرف ہوئیں یہ فضیلت اور کسی خاندان کو حاصل نہیں ہوئی۔ وہ چار پشتیں یہ ہیں عبداللہ بن اسما بنت ابوبکر بن ابوقحافہ، اسی طرح یہ سلسلہ ہے۔ ابو عتیق بن عبدالرحمن بن ابوبکر بن ابوقحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

آپ کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں۔ جن کی تفصیل کے لئے ایک دفتر بھی ناکافی ہے۔ آپ نے واقعہ معراج کی تصدیق اس اعتماد و ایقان سے فرمائی۔ کہ کفار کی آرزوئیں خاک میں مل گئیں۔ اور مسلمانوں کو نیا جوش و جذبہ حاصل ہوا۔ اسی قوتِ ایمانی کی بنا پر

---

[1] امام ابن حجر مکی: الصواعق المحرقہ ص ۸۵ [2] ایضاً ص ۵،

آپ کو "صدیق" کا لقب دیا گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شبِ ہجرت تمام صحابہ کرام میں سے آپ ہی کو رفیقِ سفر منتخب فرمایا۔ اس سفر کے دوران آپ نے خلوص و ایثار اور دوستی کا وہ ریکارڈ قائم کیا کہ "یارِ غار" کا لقب ایک مثال بن گیا۔ آپ ہر جہاد میں سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔ اور جانبازی کا مظاہرہ کیا۔ جب آپ مشرف باسلام ہوئے تو آپ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے جو آپ نے سب کے سب راہِ خداوندی میں صرف کر دئے۔ ۹ ہجری میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو "امیرِ حج" مقرر فرمایا۔

یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ حضرت خاتم النبیین، سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رحلت فرمانے کے بعد متفقہ طور پر آپ کو خلیفہ منتخب کیا گیا۔ اور دنیائے اسلام کی مایۂ ناز اور مقدس ترین ہستیوں نے آپ کی خلافت کو تسلیم کیا۔ اور بیعت کی، خود حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:- نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں ہمارے دین کے لئے اختیار فرمایا۔ (یعنی نماز کی امامت کے لئے) اس لئے ہم نے انھیں اپنی دنیا کے لئے منتخب کیا (یعنی امامت و خلافت کے لئے) اور یہ امر واقعی ہے کہ آپ میں وہ تمام اوصاف بدرجۂ اتم پائے جاتے تھے۔ جو کسی خلیفۂ راشد میں ہونے چاہییں۔ تقویٰ[1] و پرہیزگاری، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی محبت[2] و محبوبیت اور اتباعِ سنّت[3] کا کامل جذبہ، کتاب[4] و سنّت کا علم، سیاست[5]، شجاعت[6]، صداقت[7] اور سخاوت[8] غرض جس وصف میں بھی آپ کو دیکھا جائے۔ اس میں آپ کی حیثیت نمایاں اور نقطۂ عروج پر دکھائی دیتی ہے۔ ذیل میں مختصر طور پر ان امور کی وضاحت کی جاتی ہے۔

تقویٰ و پرہیزگاری

ارشادِ ربانی ہے۔

وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الَّذِي	سب سے زیادہ متقی آگ سے بچایا جائیگا
يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى وَمَا	جو اپنا مال پاکیزگی کے لئے دیتا ہے، اس
لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ	پر کسی کا احسان نہیں جس کی جزا دی
تُجْزَى إِلَّا ابْتِغَاءَ	جائے۔ لیکن اپنے ربِ اعلیٰ کی

وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى وَلَسَوْفَ — رضا مندی حاصل کرنے کے لئے، اور
یَرْضٰی (وَالّیل پ۳۰) — وہ عنقریب راضی ہو جائے گا

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں :۔ مفسرین کا اتفاق ہے کہ " اتقیٰ " (سب سے زیادہ متقی) سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ۔ دوسری جگہ ارشادِ الٰہی ہے ۔ " اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ " (الحجرات پ۲۶ رکوع ۱۴) بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو " ان آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق تمام صحابہ سے زیادہ متقی ہیں ۔ اور جو سب سے زیادہ متقی ہو ۔ وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں سب سے زیادہ عزت و فضیلت والا ہے ۔ نتیجہ یہ نکلے گا ۔ کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام صحابۂ کرام سے افضل ہیں۔

اعلیحضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ اسی فضیلت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

خاص اُس سابقِ سیرِ قربِ خدا — اوحد کاملیت پہ لاکھوں سلام
سایۂ مصطفےٰ ، مایۂ اصطفا — عز و نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام
یعنی اس افضلُ الخلق بعد الرسل — ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام
اصدق الصادقین سید المتقین — چشم و گوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام

محبت و محبوبیت

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کا یہ عالم تھا ۔ کہ تمام عمر اسلام لانے سے پہلے اور بعد آپ کے ساتھ رہے ۔ اور وصال کے بعد پہلوئے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جگہ ملی ۔ حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی قدس سرہٗ فرماتے ہیں ۔

زیست میں ، موت میں اور قبر میں ثانی ہی رہے
ثانی اثنین کے اس طرح ہیں مظہر صدیق

امام ترمذی نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اللہ تعالیٰ ابوبکر پر رحم فرمائے ۔ انہوں نے اپنی صاحبزادی

کا نکاح مجھ سے کیا ، مجھے دارِ ہجرت (مدینہ منورہ) کی طرف سوار کیا ۔ بلال کو اپنے مال سے آزاد کیا ۔ اور اسلام میں ابوبکر کے مال کی مثل مجھے کسی کے مال نے نفع نہ دیا [1]

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پرورش فرمائی ۔ اور اپنی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ان سے کیا ۔ لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی صاحبزادی ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا ۔ اور جانی و مالی خدمات میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا ۔ حتیٰ کہ خود سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعترافِ خدمت کے طور پر کہا ۔

لَیْسَ فِی النَّاسِ اَحَدٌ اَمَنَّ — لوگوں میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس
عَلَیَّ فِیْ نَفْسِہٖ وَمَالِہٖ مِنْ — نے ابوبکر بن ابی قحافہ سے بڑھ کر مجھ
اَبِیْ بَکْرِ ابْنِ اَبِیْ قُحَافَۃَ [2] — پر احسان کیا ہو

اقبال نے اسی حدیث کا مضمون اپنے اشعار میں پیش کیا ہے ؎

آں امنّ الناس بر مولائے ما
آں کلیم اوّلِ سینائے ما
ہمتِ او کشتِ ملت را چو ابر
ثانیِ اسلام و غار و بدر و قبر

ہجرت کے موقعہ پر جب غارِ ثور کے پاس پہنچے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ۔ حضور ! پہلے غار میں میں جاتا ہوں " فَاِنْ کَانَ فِیْہِ شَیْئٌ اَصَابَنِیْ دُوْنَکَ " اگر غار میں کوئی موذی ہو تو وہ آپ کو تکلیف نہ دے ، مجھے دے ۔ چنانچہ غار کے تمام سوراخوں کو بند کر دیا اور ایک سوراخ جو باقی بچ گیا تھا ۔ اس پر اپنا پاؤں رکھ دیا ۔ مشتاقِ زیارت سانپ نے تمام راستے بند پاکر آپ کے پائے اقدس پر ڈنک مارا ۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

[1] ابن حجر مکی : الصواعق المحرقہ : ص ۱۰ [2] ایضاً ص ۲۲
[3] مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۶ بروایت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے لعابِ دہن لگا دینے سے تکلیف دُور ہو گئی۔ لیکن وہ زہر ہر سال عود کرتا رہا۔ آخر اسی سے شہادت پائی۔ اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں ؎

مولیٰ علی نے واری تری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے
صدیق بلکہ غار میں جاں اُن پہ دے چکے
اور حفظِ جاں تو جانِ فروضِ غُرر کی ہے

آپ کی شانِ محبوبیت اس حدیث سے ظاہر ہے۔ جسے امام بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے " ذاتُ السلاسل " (ایک جگہ کا نام) کی جنگ سے واپس آئے تو دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَیْکَ	آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب
قَالَ عَائِشَۃُ . قُلْتُ مِنَ	کون ہے ؟ فرمایا عائشہ۔ عرض کیا
الرِّجَالِ قَالَ اَبُوْھَا	مردوں سے ؟ فرمایا اس کا باپ (ابوبکر صدیق)[1]

امام طبرانی حضرت سیّدنا علی مرتضٰے رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا، تم نے ابوبکر کے بارے میں کچھ کہا ہے ؟ انہوں نے عرض کیا۔ ہاں آپ نے فرمایا۔ کہو میں سنتا ہوں۔ انہوں نے درج ذیل اشعار عرض کئے۔

وَثَانِیَ اثْنَیْنِ فِی الْغَارِ الْمُنِیْفِ وَقَدْ	ابوبکر صدیق، مقدس غار میں دو میں سے
طَافَ الْعَدُوُّ بِهٖ اِذْ صَعِدَ الْجَبَلَا	دوسرے تھے۔ جب دشمن پہاڑ پر چڑھ کر غار
وَكَانَ حِبَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَدْ عَلِمُوْا	کے گرد چکر لگا رہے تھے۔ آپ رسول اللہ
مِنَ الْبَرِیَّةِ لَمْ یَعْدِلْ بِهٖ رَجُلَا	صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب تھے۔ لوگ
	جانتے تھے کہ حضور کسی کو آپ کے برابر قرار نہیں دیتے[2]

[1] مشکوٰۃ شریف : ص ۵۵۵   [2] ابن حجر : الصواعق المحرقہ : ص ۸۵

یہ سُن کر نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوب مسکرائے اور فرمایا صَدَقْتَ یَاحَسَّانُ ھُوَ کَمَا قُلْتَ " اے حسان تو نے سچ کہا وہ اسی طرح ہیں جیسے تم نے کہا۔[1]

اِتّباعِ سُنّت

نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک لشکر کا امیر بنا کر شام کی سرحد کی طرف روانہ کیا۔ ابھی وہ مقام ذی خشب میں پہنچے تھے کہ سرورِ دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔ بہت سے صحابۂ کرام کا خیال تھا۔ کہ عرب کے متعدد قبائل کے مُرتد ہو جانے کی وجہ سے حالات نہایت سنگین ہو گئے ہیں۔ اس لئے اس لشکر کو روانہ نہ کیا جائے اور اگر اس لشکر کو بھیجنا ہی ہے تو حضرت اسامہ (جن کی عمر بیس سال سے بھی کم ہے) کی جگہ کسی عمر رسیدہ اور تجربہ کار شخص کو امیرِ لشکر بنایا جائے لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کہہ کر بات ختم کر دی کہ اگر مجھے یہ خطرہ بھی ہو کہ درندے مجھے چیر پھاڑ ڈالیں گے۔ تب بھی میں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کروں گا۔ جب یہ لشکر کامیاب ہو کر واپس ہوا تو بہت سے لوگوں کو ثابت قدمی نصیب ہوئی [illegible] سے آپ کی قوتِ ایمانی اور اتباعِ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جذبۂ کامل کا پوری طرح اندازہ ہو سکتا ہے۔

کتاب وسُنّت کا عِلم

امام احمد، ابوداؤد وغیرہما نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ بنو عمرو بن عوف [illegible]ن آپس میں جنگ تھی جب یہ بات نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ ان میں صلح [illegible]نے کے لئے تشریف لے گئے۔ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا : اگر نماز کا وقت ہو [illegible]ئے اور میں نہ پہنچوں تو ابوبکر سے کہنا کہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔ چنانچہ نماز کا وقت ہوا تو حضرت [illegible]بکر صدیق نے نماز پڑھائی۔

امام بخاری و مسلم حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں۔ کہ جب حضور [illegible]نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طبع مبارک ناساز ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا :-

[1] ابن حجر مکی : الصواعق المحرقہ ص ۲۲

مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ[1] — ابوبکر کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں

اس حدیث کو متعدد صحابہ نے روایت کیا - اور ایک حدیث میں ہے -

یَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَءُھُمْ لِکِتٰبِ اللّٰہِ — قوم کا امام وہ ہے جو کتاب اللہ کا زیادہ قاری اور زیادہ عالم ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ کرام سے کتاب اللہ کے زیادہ عالم تھے - اسی لئے سرورِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی موجودگی میں انہیں امام بنایا یہ بھی واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبر، خلافت کے سب سے زیادہ مستحق تھے، کیونکہ نماز ارکانِ اسلام میں سے اہم ترین رکن ہے اسی لئے حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

فَاخْتَرْنَا لِدُنْیَانَا مَنِ اخْتَارَہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِدِیْنِنَا فَاَدَّیْتُ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ حَقَّہٗ وَعَرَفْتُ لَہٗ طَاعَتَہٗ[2] — جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے دین (نماز کی امامت) کیلئے منتخب فرمایا اُسے ہم نے اپنی دنیا (خلافت) کیلئے منتخب کیا۔ لہٰذا میں نے ابوبکر کو ان کا حق دے دیا اور میں نے انکی اطاعت کو پہچان لیا

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ کرام میں اختلاف پیدا ہوا کہ آپ کو کس جگہ دفن کیا جائے - تو حضرت صدیق اکبر نے بیان کیا کہ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ ہر نبی کو ان کے وصال کی جگہ دفن کیا گیا[3] - چنانچہ تمام صحابہ کرام نے اس پر اتفاق کیا - اس سے آپ کی کتاب و سنت پر وسیع نظر کا پتہ چلتا ہے -

سیاست نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جگہ جگہ سے ارتداد کی خبریں آنے لگیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا - بخدا میں اس شخص سے جہاد کروں گا جو زکوٰۃ اور نماز میں فرق پیدا کرے گا (یعنی کسی کا انکار کرے) اور اگر کسی شخص نے ایک رسی بھی روک لی جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارکہ میں دیا کرتا تھا۔ تو میں اس سے

---

[1] ابن حجر: الصواعق المحرقہ: ص ۲۲ [2] ایضاً: ص ۲۳ [3] ایضاً: ص ۴۸ [4] ایضاً: ص ۴۹

بھی جہاد کروں گا - چنانچہ آپ کی مساعی جمیلہ سے فتنۂ ارتداد پر پوری طرح قابو پالیا گیا۔ ۱۱ھ کے آخر میں نبوت کا جھوٹا دعویدار مسیلمہ کذاب بڑی قوت حاصل کر گیا - اور اس نے یمامہ کے مقام پر چالیس ہزار افراد کی فوج جمع کر لی - اس کے استیصال کے لئے آپ نے حضرت سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں ایک لشکر بھیجا۔ جس نے اس فتنہ کو موت کی نیند سلا دیا۔ اس موقع پر چونکہ کثیر صحابۂ کرام جامِ شہادت نوش فرما گئے تھے - اس لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے سے حضرت زید بن ثابت کو جمع قرآن پر مامور فرمایا۔ چنانچہ انہوں نے قرآن مجید جمع کر کے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا - اسی لئے کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے قرآن مجید کو جمع کرنے کا سہرا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر ہے - امتِ مسلمہ پر آپ کا یہ عظیم الشان احسان ہے ورنہ نہ معلوم آج کتنے لوگ فرائض کا انکار کر چکے ہوتے اور کتنے نبوت کے جھوٹے دعویدار بن چکے ہوتے - آپ کے مختصر دورِ خلافت (دو سال چار ماہ) میں مسلمانوں کی قوت میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ اور کثیر التعداد شہر فتح ہوئے -

شجاعت امام بزار اپنی مسند میں فاتح خیبر اسد اللہ الغالب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے لوگوں سے پوچھا سب سے بہادر کون ہے؟ حاضرین نے کہا: سب سے زیادہ بہادر آپ ہیں۔ آپ نے فرمایا میں ہمیشہ اپنے برابر کے جوڑ کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا ہوں مجھے یہ بتاؤ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ حاضرین نے کہا ہمیں علم نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ سب سے بہادر ابوبکر صدیق ہیں۔ کیونکہ جنگ بدر کے دن ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ایک چھپر تیار کیا اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کون رہے گا تاکہ کوئی مشرک اِدھر نہ آسکے تو بخدا صرف ابوبکر صدیق تھے جو برہنہ تلوار لے کر پہرہ دیتے رہے جو مشرک اس طرف کا قصد کرتا اُسے روکتے تھے - لہٰذا آپ سب سے زیادہ بہادر ہیں

صداقت ہجرت کے موقع پر راستہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک کافر نے پوچھا۔ آپ کے ساتھ کون ہے؟ یہ لمحہ بڑا نازک تھا اگر آپ صاف بات کہہ دیتے تو خدشہ تھا کہیں کافر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تکلیف نہ پہنچائیں اور اگر صحیح بات نہ کہتے تو آپ کی صداقت پر حرف آتا۔ آپ نے بڑا لطیف و بلیغ جواب دیا۔ فرمایا ہٰذَا یَھْدِیْنِی السَّبِیْلَ

---

[1] الصواعق المحرقہ: ص ۳۰

(یہ راہبر ہیں) آپ کا مقصد یہ تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حق و صداقت کے راہنما ہیں اور کافر یہ سمجھا کہ شاید یہ کہیں راہبر کے ساتھ سفر پر جا رہے ہیں اس طرح یہ مرحلہ بحسن و خوبی طے ہوگیا۔

امام حاکم، حضرت نزال بن سبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ ہم نے امیر المؤمنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا۔ ہمیں حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں کچھ بتائیے۔ آپ نے فرمایا: یہ وہ شخص ہے۔ جس کا نام اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر صدیق رکھا۔[1]

سخاوت

حضرت امیر المؤمنین، غیظ المنافقین، عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں صدقے کا حکم دیا۔ اتفاقاً اس دن میرے پاس بہت سا مال تھا۔ میں نے سوچا آج ابوبکر سے سبقت لے جاؤں گا، چنانچہ میں نے نصف مال لاکر پیش کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے گھر والوں کے لئے کیا رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا اس کی مثل۔ اتنے میں ابوبکر اپنا تمام مال لے آئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابوبکر اپنے گھر والوں کے لئے کیا رکھا؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ و رسول (جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے سوچا۔ میں ان سے کبھی سبقت نہیں لے جاسکتا۔[2] اقبال نے اس قول کا یوں ترجمہ کیا ہے ؎

پروانے کو چراغ ہے، بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

آخر میں حضرت امام باقر اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ایک فرمان ملاحظہ ہو۔ جسے دار قطنی نے روایت کیا کہ سالم بن ابی حفصہ (شیعی) کہتے ہیں۔ کہ میں نے ان دونوں حضرات سے شیخین کے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا: اے سالم شیخین (ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے محبت رکھ اور ان کے دشمن سے دور رہو کیونکہ وہ دونوں ہدایت کے امام تھے[3]

یہ خلیفہ رسول اللہ، افضل البشر بعد الانبیاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل

[1] ایضاً: ص ۷۰   [2] ایضاً: ص ۵۷   [3] ایضاً: ص ۵۳

و مناقب کی ایک جھلک ہے۔ جس سے اُن کی عظمتِ شان کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ۲۲ جمادی الاخریٰ مطابق ۲۳ اگست (۱۳ھ / ۶۳۴ء) سہ شنبہ کی شب مغرب و عشاء کے درمیان ۶۳ برس کی عمر میں زہر کے اثر سے آپ کا وصال ہوا اس طرح آپکو شہادت باطنی کا مقام حاصل ہوا۔ اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلو میں گنبدِ خضراء کے اندر محوِ استراحتِ ابدی ہوئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال

خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے آیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ افضل تھے یا کم؟

الجواب

اہل سنت و جماعت نصرہم اللہ تعالیٰ کا اجماع ہے کہ مرسلین ملائکہ و رسل و انبیائے بشر صلوات اللہ تعالیٰ و تسلیماتہ علیہم کے بعد حضرات خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم تمام مخلوق الٰہی سے افضل ہیں۔ تمام امم عالم اولین و آخرین میں کوئی شخص ان کی بزرگی و عظمت و عزت و وجاہت و قبول و کرامت و قرب و ولایت کو نہیں پہنچتا۔ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ[1]

پھر ان میں باہم ترتیب یوں ہے۔ کہ سب سے افضل صدیق اکبر، پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی، پھر مولیٰ علی صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدہم و مولاہم و آلہ و علیہم و بارک وسلم، اس

[1] بیشک فضیلت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

مذہبِ مہذب پر آیاتِ قرآنِ عظیم و احادیثِ کثیرہ حضور پُرنور نبی کریم علیہ وآلہ وصحبہ الصلوٰۃ والتسلیم، و ارشاداتِ جلیلہ واضحہ امیرالمومنین مولا علی مرتضیٰ و دیگر ائمہ اہلِ بیتِ طہارت و ارتضا و اجماعِ صحابہ کرام و تابعین عظام و تصریحاتِ اولیائے امت و علمائے ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے وہ دلائلِ باہرہ[1] و حجج قاہرہ ہیں جن کا استیعاب[2] نہیں ہو سکتا۔ فقیر غفراللہ تعالیٰ لہ نے اس مسئلہ میں ایک کتابِ عظیم، بسیط و ضخیم، دو مجلد پر منقسم نام تاریخی "مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین"[3] سے[4] متسم تصنیف کی۔ اور خاص تفسیر آیۂ کریمہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اور اس سے افضلیتِ مطلقہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اثبات و احقاق اور اوہامِ خلاف[6] کے ابطال و ازھاق[7] میں ایک جلیل رسالہ مسمیٰ بنامِ تاریخی "الزلال الانقیٰ من بحر سبقۃ الاتقیٰ"[8] تالیف کیا۔ اس مبحث کی تفصیل اِن کتب پر موکول[9] - یہاں صرف چند ارشاداتِ ائمۂ اہلِ بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر اقتصار[10] ہوتا ہے۔

اللہ عزّ وجلّ کی بیشمار رحمت و رضوان و برکت امیرالمومنین، اسدِ حیدر، حق گو، حق داں حق پرور کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ پر کہ اس جناب نے مسئلۂ تفضیل کو بغایت مفصل فرمایا اپنی کرسیِ خلافت و عرشِ زعامت پر برسرِ منبر، مسجدِ جامع و مشاہد[11] و مجامع وجلواتِ عامہ و خلواتِ خاصہ میں بطرق[12] عدیدہ تامہ و مدیدہ، سپید و صاف، ظاہر و واشگاف، محکم و مفسّر، بے احتمالِ دگر، حضراتِ شیخین کریمین، وزیرین جلیلین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اپنی ذاتِ پاک اور تمام اُمتِ مرحومۂ سیدِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے افضل و بہتر ہونا ایسے روشن و اَبین[13] طور پر ارشاد کیا جس میں کسی طرح کا شائبۂ شک و تردد نہ رہا، مخالفِ[14] مسئلہ کو مفتری بتایا۔ اسّی کوڑے کا مستحق ٹھہرایا، حضرت سے ان اقوال کریمہ کے راوین[15] اسّی سے زیادہ صحابہ و تابعین، رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

---

[1] روشن دلائل اور زبردست دلیلیں [2] احاطہ [3] چاند سورج کا طلوع، صدیق و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی فضیلت ظاہر کرنے میں (مصنفہ ۱۲۹۷ھ) [4] موسوم [5] تحقیق اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ فضیلت والا وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔ [6] صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کے انکار [7] تردید [8] اتقیٰ (حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی فضیلت کے دریا سے صاف و شفاف چشمہ (مصنفہ ۱۳۰۰ھ) حاشیہ بقیہ ص ۱۷

صواعق امام ابن حجر مکی میں ہے

قَالَ الذَّهَبِيُّ وَقَدْ تَوَاتَرَ ذٰلِكَ عَنْهُ فِيْ خِلَافَتِهٖ وَكُرْسِيِّ مَمْلَكَتِهٖ وَبَيْنَ الْجَمِّ الْغَفِيْرِ مِنْ شِيْعَتِهٖ ثُمَّ بَسَطَ الْاَسَانِيْدَ الصَّحِيْحَةَ فِيْ ذٰلِكَ قَالَ وَيُقَالُ رَوَاهُ عَنْ عَلِيٍّ نَيِّفٌ وَثَمَانُوْنَ نَفْسًا وَعَدَّدَ مِنْهُمْ جَمَاعَةً ثُمَّ قَالَ فَقَبَّحَ اللّٰهُ الرَّافِضَةَ مَا اَجْهَلَهُمْ انتہٰی

(امام احمد ابن حجر مکی (م ۹۷۴ھ) الصواعق المحرقۃ مطبوعہ مصر (۱۳۸۵ھ) ص ۶۰)

ذہبی نے کہا: تواتر سے ثابت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات اپنے دورِ خلافت و حکومت میں اور کثیر مصاحبین کے درمیان فرمائی۔ بعدازاں اس بارے میں صحیح سندوں کو تفصیل سے ذکر کیا۔ یہ بھی کہا کہ محدثین کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس امر کے روایت کرنے والے، اسّی سے زیادہ حضرات ہیں۔ ان میں سے ایک جماعت کا ذکر بھی کیا اور فرمایا خدا روافض کو ذلیل کرے کس قدر جاہل ہیں (مرتّب)

یہاں تک کہ بعض منصفانِ شیعہ مثل عبدالرزاق محدّث صاحبِ مصنَّف نے باوصف تشیع، تفضیلِ شیخین اختیار کی اور کہا۔ جب خود حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الاسنیٰ انھیں اپنے نفسِ کریم پر تفضیل دیتے تو مجھے اس اعتقاد سے کب مفر[1] ہے، مجھے یہ گناہ کیا تھوڑا ہے کہ علی سے محبت رکھوں اور علی کا خلاف کروں۔

صواعق میں ہے:۔

وَمَا اَحْسَنَ مَا سَلَكَهٗ بَعْضُ الشِّيْعَةِ الْمُنْصِفِيْنَ كَعَبْدِ الرَّزَّاقِ فَاِنَّهٗ قَالَ اُفَضِّلُ الشَّيْخَيْنِ بِتَفْضِيْلِ عَلِيٍّ اِيَّاهُمَا عَلٰى نَفْسِهٖ وَاِلَّا لَمَا فَضَّلْتُهُمَا

بعض منصف شیعہ مثلاً عبدالرزاق، (مشہور محدّث) نے کیا عمدہ طریقہ اختیار کیا ہے وہ کہتے ہیں۔ میں شیخین کریمین (حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو اس لئے

(بقیہ ص ۱۶)
[9] سپرد [10] اکتفا [11] مجلسوں اور محفلوں [12] کئی طریقوں سے [13] واضح [14] فضیلتِ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالف کو بہتان باندھنے والا قرار دیا [15] روایت کرنے والے

[1] جائے گریز

كَفٰى بِيْ وِزْرًا اَنْ اُحِبَّهٗ ثُمَّ اُخَالِفَهٗ[1]

افضل مانتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اپنے آپ سے افضل قرار دیا ورنہ میں انہیں افضل نہ مانتا، میرے لئے یہ کچھ کم گناہ نہیں کہ حُبِّ علی کے باوجود میں علی کی مخالفت کروں (مُرتّب)

اب چند احادیثِ مُرتضوی سُنیئے :۔

حدیث اوّل صحیح بخاری شریف میں سیّدنا و ابنِ سیّدنا امام محمّد بن حنفیہ، صاحبزادہ حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہما سے مروی :۔

قُلْتُ لِاَبِيْ اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ[2]

میں نے اپنے والد ماجد کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں میں بہتر کون ہے؟ فرمایا ابوبکر۔ میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

حدیث دوم امام بُخاری اپنی صحیح اور ابن ماجہ سنن میں بطریق عبداللہ بن سلمہ، امیر المؤمنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی کہ فرماتے تھے ۔

خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبُوْبَكْرٍ وَخَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ اَبِيْ بَكْرٍ عُمَرُ[3]

بہترین مردم بعد سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوبکر ہیں ۔ اور بہترین مردم بعد ابوبکر، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (ہذا حدیث ابن ماجہ)

حدیث سوم امام ابن القاسم اسمٰعیل بن محمّد بن الفضل بلخی "۔ کتاب السُّنۃ" میں راوی

اَخْبَرَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ مَرْدَوَيْهِ ثنا سُلَيْمٰنُ

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

[1] ابن حجر مکی، الصواعق المحرقہ ص ۶۲ [2] ایضاً ص ۶۸ [3] ایضاً ص ۶۰ الفاظ مختلف ہیں ۱۲

بْنُ اَحْمَدَ ثنا الْحَسَنُ بْنُ الْمَنْصُوْرِ، الرُّمَّانِيُّ ثنا دَاوُدُ بْنُ مُعَاذٍ ثنا اَبُوْسَلَمَةَ الْعَتَكِيُّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: بَلَغَ عَلِيًّا اَنَّ اَقْوَامًا يُفَضِّلُوْنَهٗ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهٗ بَلَغَنِيْ اَنَّ اَقْوَامًا يُفَضِّلُوْنَنِيْ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَلَوْ كُنْتُ تَقَدَّمْتُ فِيْهِ لَعَاقَبْتُ فِيْهِ فَمَنْ سَمِعْتُهٗ بَعْدَ هٰذَا الْيَوْمِ يَقُوْلُ هٰذَا فَهُوَ مُفْتَرٍ، عَلَيْهِ حَدُّ الْمُفْتَرِيْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ خَيْرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْخَيْرِ بَعْدُ قَالَ وَفِي الْمَجْلِسِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَوْ سَمَّى الثَّالِثَ لَسَمّٰى عُثْمَانَ[1]

امیر المؤمنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو خبر پہنچی کہ کچھ لوگ انہیں حضرات صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتاتے ہیں، یہ سُن کر منبر پر جلوہ فرما ہوئے۔ حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے، پھر فرمایا:۔ اے لوگو مجھے خبر پہنچی ہے کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر و عمر سے افضل کہتے ہیں، اس بارہ میں اگر میں نے پہلے سے حکم سنا دیا ہوتا تو بیشک سزا دیتا، آج سے جسے ایسا کہتے سنوں گا، وہ مُفتری ہے، اس پر مُفتری کی حد یعنی اسّی کوڑے لازم ہیں۔ پھر فرمایا:۔ بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد افضل امت ابوبکر ہیں۔ پھر عمر پھر خدا خوب جانتا ہے کہ اُن کے بعد کون سب سے بہتر ہے، علقمہ فرماتے ہیں مجلس میں سیّدنا امام حسن مجتبےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرما تھے۔ انہوں نے فرمایا۔ خدا کی قسم اگر تیسرے کا نام لیتے تو عُثمان کا نام لیتے ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

حدیث چہارم امام دارقطنی سنن میں اور ابوعمرو بن عبدالبر، استیعاب میں حکم بن جحل سے راوی ۔ حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں ۔

[1] ایضاً، ص ۶۰ (مختصراً الفاظ مختلف)

لَا اَجِدُ اَحَدًا فَضَّلَنِیْ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ اِلَّا جَلَدْتُّہٗ حَدَّ الْمُفْتَرِیْ[1]

میں جسے پاؤں گا کہ مجھے ابو بکر و عمر سے افضل کہتا ہے۔ اُسے مُفتری کی حد لگاؤں گا۔

امام ذہبی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث پنجم

سنن دار قطنی میں حضرت ابو جُحَیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی اور امیر المؤمنین کرم اللہ وجہہ کے مُقرب بارگاہ تھے، جناب امیر انہیں " وہب الخیر "، فرمایا کرتے تھے، مروی

اِنَّہٗ کَانَ یَرٰی اَنَّ عَلِیًّا اَفْضَلُ الْاُمَّۃِ فَسَمِعَ اَقْوَامًا یُخَالِفُوْنَہٗ فَحَزِنَ حُزْنًا شَدِیْدًا فَقَالَ لَہٗ عَلِیٌّ بَعْدَ اَنْ اَخَذَ یَدَہٗ وَاَدْخَلَہٗ بَیْتَہٗ مَا اَحْزَنَکَ یَا اَبَا جُحَیْفَۃَ فَذَکَرَ لَہُ الْخَبَرَ فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُکَ بِخَیْرِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ، خَیْرُھَا اَبُوْ بَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ قَالَ اَبُوْ جُحَیْفَۃَ فَاَعْطَیْتُ اللہَ عَھْدًا اَنْ لَّا اَکْتُمَ ھٰذَا الْحَدِیْثَ بَعْدَ اَنْ شَافَھَنِیْ بِہٖ عَلِیٌّ مَا بَقِیْتُ[2]

یعنی ان کے خیال میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ تمام اُمت سے افضل تھے، انہوں نے کچھ لوگوں کو اسکے خلاف کہتے سُنا، سخت رنج ہوا۔ حضرت مولیٰ علی ان کا ہاتھ پکڑ کر کاشانۂ ولایت میں لے گئے، غم کی وجہ پوچھی گذارش کی۔ فرمایا کہ میں تمہیں نہ بتاؤں کہ امت میں سب سے بہتر کون ہے ابو بکر ہیں پھر حضرت عمرؓ، حضرت ابو جحیفہ فرماتے ہیں۔ میں نے اللہ عزّ وجل سے عہد کیا کہ جب تک جیوں گا۔ اس حدیث کو نہ چھپاؤں گا۔ بعد اسکے کہ حضرت مولیٰ نے خود بالمشافہہ مجھ سے ایسا فرمایا۔

حدیث ششم

امام احمد، مسند ذی الیدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ابو حازم سے راوی

قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ

یعنی ایک شخص نے حضرت امام زین العابدین

[1] ایضاً ص ۶۰ [2] ایضاً ص

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا فَقَالَ مَا کَانَ مَنْزِلَۃُ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْزِلَتُھُمَا السَّاعَۃَ وَھُمَا ضَجِیْعَاہُ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی، حضور سید عالم صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ابو بکر و عمر کا مرتبہ کیا تھا فرمایا، جو مرتبہ اُن کا اَب ہے کہ حضور کے پہلو میں آرام کر رہے ہیں۔

حدیث ہفتم

دار قطنی حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ ارشاد فرماتے ہیں

اَجْمَعَ بَنُوْ فَاطِمَۃَ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ عَلٰی اَنْ یَّقُوْلُوْا فِی الشَّیْخَیْنِ اَحْسَنَ مَا یَکُوْنُ مِنَ الْقَوْلِ[1]

یعنی اولادِ امجاد حضرت بتول زہرا صلی اللہ تعالیٰ علیٰ ابیہا الکریم وعلیہا وعلیہم وبارک وسلم کا اجماع و اتفاق ہے کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں وہ بات کہیں جو سب سے بہتر ہو

ظاہر ہے کہ سب سے بہتر بات اسی کے حق میں کہی جائے گی جو سب سے بہتر ہو

حدیث ہشتم

امام ابن عساکر وغیرہ سالم بن ابی الجعد سے راوی

قُلْتُ لِمُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِیَّۃِ ھَلْ کَانَ اَبُوْ بَکْرٍ اَوَّلَ الْقَوْمِ اِسْلَامًا، قَالَ لَا قُلْتُ فَبِمَ عَلَا اَبُوْ بَکْرٍ وَسَبَقَ، حَتّٰی لَا یَذْکُرُ اَحَدٌ غَیْرَ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ لِاَنَّہٗ کَانَ اَفْضَلَھُمْ اِسْلَامًا حِیْنَ اَسْلَمَ حَتّٰی لَحِقَ بِرَبِّہٖ[2]

یعنی میں نے امام محمد بن حنفیہ سے عرض کیا ابو بکر سب سے پہلے اسلام لائے تھے! فرمایا نہ میں نے کہا پھر کیا بات ہے کہ ابو بکر سب سے بالا رہے اور پیشی لے گئے یہانتک کہ لوگ اُنکے سوا کسی کا ذکر ہی نہیں کرتے فرمایا یہ اس لئے کہ وہ اسلام میں سب سے افضل تھے جب سے اسلام

[1] ایضاً ص ۵۲ [2] ایضاً ص ۵۳

حدیث نہم امام ابوالحسن دارقطنی، جندب اسدی سے راوی کہ امام محمد بن عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ بن حسن مجتبےٰ ابن علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجوہہم کے پاس کچھ اہلِ کوفہ وجزیرہ نے حاضر ہوکر ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارہ میں سوال کیا۔ امام ممدوح نے میری طرف ملتفت ہوکر فرمایا۔

اُنْظُرُوْا اِلٰی اَھْلِ بِلَادِكَ یَسْأَلُوْنِیْ عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ ، لَهُمَا اَفْضَلُ عِنْدِیْ مِنْ عَلِیٍّ [1]

اپنے شہر والوں کو دیکھو مجھ سے ابوبکر وعمر کے بارے میں سوال کرتے ہیں، وہ دونوں میرے نزدیک بلاشبہ مولیٰ علی سے افضل ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

یہ امام اجل حضرت امام حسن مجتبیٰ کے پوتے اور حضرت شہیدِ کربلا کے نواسے ہیں۔ ان کا لقب مبارک "نفس زکیہ" ہے۔ ان کے والد حضرت عبداللہ محض کہ سب میں پہلے حسنی حسینی دونوں شرف کے جامع ہوئے لہٰذا محض کہلائے۔ اپنے زمانہ میں سردار بنی ہاشم تھے۔ ان کے والد ماجد امام حسن مثنیٰ اور والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ صغریٰ بنت امام حسین صلی اللہ تعالیٰ علیٰ ابیہم وعلیہم وبارک وسلم ہیں۔

حدیث دہم امام حافظ عمرو بن ابی شیبہ، حضرت امام اجل سیّد زید شہید ابن امام علی سجاد زین العابدین ابن امام حسین سعید شہید صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علیٰ جدہم الکریم وعلیہم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کوفیوں سے فرمایا۔

اِنْطَلَقَتِ الْخَوَارِجُ فَبَرِأَتْ مِمَّنْ دُوْنَ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ ، وَلَمْ یَسْتَطِیْعُوْا اَنْ یَقُوْلُوْا فِیْھِمَا شَیْئًا وَانْطَلَقْتُمْ فَطَفَرْتُمْ فَوْقَ ذَالِكَ فَبَرِئْتُمْ مِنْهُمَا فَمَنْ بَقِیَ ! فَوَاللّٰهِ مَا بَقِیَ اَحَدٌ اِلَّا بَرِئْتُمْ مِنْهُ [2]

یعنی خارجیوں نے اُٹھ کر ان سے تبری کی جو ابوبکر وعمر سے کم تھے (یعنی عثمان وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہم) مگر ابوبکر وعمر کی شان میں کچھ کہنے کی گنجائش نہ پائی۔ اور تم نے اے کوفیو! اوپر جست کی کہ ابوبکر وعمر سے تبری کی تو اب کون رہ گیا۔ خدا کی قسم اب کوئی نہ رہا جس پر تم نے تبرّا نہ کیا ہو۔ والعیاذ باللہ رب العالمین

---

[1] ایضاً، ص ۵۵ [2] ایضاً، ص ۵۴

اللہ اکبر! امام زید شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد مجید ہم غلامانِ خاندانِ زید کو بحمداللہ کافی ووافی ہے۔ سیّد ساداتِ بلگرام، حضرت مرجع الفریقین، مجمع الطریقین، حبر شریعت، بحر طریقت، بقیۃ السلف حجۃ الخلف، سیّدنا ومولانا میر عبدالواحد حسینی سیّد بلگرامی قدس اللہ سرہ السامی نے کتاب مستطاب "سبع سنابل" شریف تصنیف فرمائی۔ کہ بارگاہِ عالم پناہ حضور سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں موقع قبول عظیم پر واقع ہوئی۔ حضرت مستفتی دامت برکاتہم العالیہ کے جدِّ امجد اور اس فقیر کے آقائے نعمت ومولائے اوحد، حضرت اسد الواصلین، محبوب العاشقین سیّدنا ومولانا حضرت سیّد شاہ حمزہ حسینی زیدی مارہروی قدس سرہ القوی کتاب مستطاب "کاشف الاستار" شریف کی ابتدا میں، فرماتے ہیں۔

باید دانست کہ در خاندانِ ما حضرت سند المحققین، سیّد عبدالواحد بلگرامی بسیار صاحبِ کمال برخاستہ اند۔ قطب فلک ہدایت ومرکز دائرہ ولایت بود، در علم صوری ومعنوی فائق واز مشارب اہلِ تحقیق ذائق، صاحبِ تصنیف و تالیف است ونسب ایں فقیر بہ چہار واسطہ بذاتِ مبارکش می پیوندد

واضح ہو کہ ہمارے خاندان میں سند المحققین سیّد عبدالواحد بلگرامی بہت بڑے صاحب کمال ہوئے ہیں۔ آسمانِ ہدایت کے قطب اور دائرہ ولایت کے مرکز تھے۔ ظاہری وباطنی علم میں کامل اور محققین کے مسلک سے آشنا تھے، صاحب تصنیف وتالیف تھے، اس فقیر کا نسب ان کی ذات مبارک تک چار واسطوں سے پہنچتا ہے۔

پھر چند اجزاء کے بعد فرماتے ہیں:-

اشہر تصانیفِ او کتاب سبع سنابل است در سلوک وعقائد، حاجی الحرمین سیّد غلام علی آزاد سلمہ در مآثر الکرام می نویسد۔ وقتے در شہر رمضان المبارک سنۃ خمس وثلثین والف مولفِ اوراق در دار الخلافہ شاہجہان آباد خدمت شاہ

سلوک وعقائد میں آپ کی مشہور ترین تصنیف "سبع سنابل" شریف ہے، حاجی الحرمین سیّد غلام علی آزاد (بلگرامی) "مآثر الکرام" میں لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ رمضان المبارک ۱۰۳۵ھ میں مؤلف اوراق (آزاد بلگرامی) دار الخلافہ شاہجہاں آباد

کلیم اللہ چشتی قدس سرہ را زیارت کرد و ذکرِ میر عبدالواحد قدس سرہٗ درمیان آمد شیخ مناقب و مآثرِ میر تا دیر بیان کرد فرمود شبے در مدینہ منورہ پہلو بر بسترِ خواب گزاشتم در واقعہ می بینم کہ من و سید صبغۃ اللہ بروجی معاً در مجلسِ اقدس رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باریاب شدیم - جمعے از صحابہ کرام و اولیائے اُمّت حاضر اند درینہا شخصے است کہ حضرت با او لب بہ تبسّم شیریں کردہ حرفہا می زنند و التفات تمام دارند، چوں مجلس آخر شد، از سید صبغۃ اللہ استفسار کردم کہ ایں شخص کیست کہ حضرت با او التفات بایں مرتبہ دارند گفت میر عبدالواحد بلگرامی و باعث مزید احترام او این است کہ "سبع سنابل" تصنیف او در جناب رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقبول افتادہ - انتہیٰ

میں حضرت شاہ کلیم اللہ چشتی قدس سرہٗ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا - دورانِ گفتگو میر عبدالواحد (بلگرامی) قدس سرہٗ کا ذکر آگیا - حضرت شیخ دیر تک میر عبدالواحد کے فضائل و مناقب بیان فرماتے رہے - فرمایا، ایک رات میں مدینہ طیبہ میں آرام کر رہا تھا - کیا دیکھتا ہوں کہ میں اور سید صبغۃ اللہ دربارِ رسالت میں حاضر ہیں - صحابہ کرام اور اولیائے عظام کی ایک جماعت حاضر ہے ان میں سے ایک شخص کے ساتھ سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبسم فرماتے ہوئے گفتگو فرما رہے ہیں اور بہت التفات فرما رہے ہیں - جب مجلس ختم ہوئی تو میں نے سید صبغۃ اللہ سے پوچھا یہ شخص کون ہے - کہ حضرت انکی طرف اسقدر التفات فرما رہے ہیں انہوں نے بتایا یہ سید عبدالواحد بلگرامی ہیں - ان کا اعزاز و اکرام بوجہ یہ ہے کہ انکی تصنیف "سبع سنابل" دربارِ رسالت میں مقبول ہو چکی ہے - (مرتب)

حضرت میر قدس سرہٗ المنیر نے اس کتاب مقبول و مبارک میں مسئلہ تفضیل، بکمالِ تفصیل و تاکیدِ جمیل و تہدیدِ جلیل ارشاد فرمایا - لفظِ مبارک سے چند حروف کی نقل سے شرف حاصل کروں - اولیائے کرام و محدثین و فقہاء جملہ اہلِ حق کے اجماعی عقائد میں بیان فرماتے ہیں -

واجماع دارند کہ افضل از جملہ بشر بعد انبیاء

(اہلِ حق، کا اجماع ہے کہ انبیاء کرام کے بعد

ابوبکر صدیق است و بعد از وے عمر فاروق است و بعد از وے عثمان ذی النورین است و بعد از وے علی مرتضیٰ است،

تمام انسانوں سے افضل ابوبکر صدیق ہیں انکے بعد عمر فاروق انکے بعد عثمان ذی النورین اور انکے بعد علی مرتضیٰ ہیں

پھر فرمایا

فضل ختنین از فضلِ شیخین کمتر است بے نقصان و بے قصور

حضرت عثمان و علی کی فضیلت ابوبکر و عمر سے بغیر کسی عیب و نقصان کے کم ہے

پھر فرمایا

اجماعِ اصحاب و تابعین و تبع تابعین و سائر علماءِ امت ہم بریں عقیدہ واقع شدہ است۔

صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور تمام علماءِ امت کا یہی عقیدہ ہے۔

پھر فرمایا

مخدوم قاضی شہاب الدین در تیسیر الاحکام نبشت کہ ہیچ ولی بدرجۂ ہیچ پیغمبرے نرسد زیراکہ امیر المؤمنین ابوبکر بحکم حدیث بعد پیغمبراں از ہمہ اولیاء برتر است و او بدرجۂ ہیچ پیغامبرے نرسید و بعد او امیر المؤمنین عمر بن الخطاب است و بعد او امیر المؤمنین عثمان بن عفان است و بعد او امیر المؤمنین علی بن ابی طالب است رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کسیکہ امیر المؤمنین علی را خلیفہ نداند او از خوارج ست و کسیکہ او را بر امیر المؤمنین ابوبکر و عمر تفضیل کند او از روافض است۔

مخدوم قاضی شہاب الدین نے "تیسیر الاحکام" میں لکھا ہے کہ کوئی ولی کسی نبی کے مقام کو نہیں پہنچ سکتا، کیونکہ حضرت امیر المؤمنین ابوبکر صدیق از روئے حدیث بعد از انبیاء تمام اولیاء سے افضل ہیں اور وہ کسی پیغمبر کے مقام کو نہ پہنچے - ان کے بعد امیر المؤمنین عمر بن خطاب اُن کے بعد امیر المؤمنین عثمان ابن عفان اور ان کے بعد امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین
جو شخص امیر المؤمنین حضرت علی کو خلیفہ (برحق) نہ جانے وہ خارجی ہے اور جو شخص انہیں امیر المؤمنین ابوبکر و عمر سے افضل قرار دے وہ رافضی ہے۔ (م)

پھر فرمایا۔

ازیں جا باید دانست کہ در جہاں نہ ہمچو مُصطفےٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم پیرے پیدا شُد و نہ، ہمچو ابُوبکر مُریدے ہویدا گشت، اے عزیز اگرچہ، کمالیت فضائل شیخین بر ختنین بفرطِ دقائق اعتقاد باید کرد اما نہ بروجہیکہ در کمالیت فضائل ختنین قصورے و نقصانے بخاطر تو رسد، بلکہ فضائل ایشاں و فضائل جملہ اصحاب از عقول بشریہ و افکارِ انسانیہ بسے بالاتر است

جاننا چاہیئے کہ حضرت محمّد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ایسا جہان میں نہ کوئی پیر پیدا ہوا اور نہ ابوبکر ایسا کوئی مُرید ظاہر ہوا۔ اے عزیز اگرچہ شیخین (حضرت ابوبکر و عمر) کی ختنین (حضرت عثمان و علی) پر افضلیت کا کامل اعتقاد رکھنا چاہیئے لیکن ایسا نہ ہو کہ حضرت عثمان و علی، کے فضائل کے ناقص ہونے کا تصوّر تیرے دِل میں گزرے بلکہ انکے اور تمام صحابہ کرام کے فضائل عقل بشری اور فکرِ انسانی سے بہت بلند ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم (مرتب)

پھر فرمایا۔

پس چوں اجماع صحابہ کہ انبیاء صفت اند بر تفضیل شیخین واقع شد مُرتضیٰ نیز دریں اجماع متفق و شریک بود، مفضّلہ در اعتقاد خود غلط کردہ است اسے خانمانِ ما، فدائے نام مرتضےٰ۔۔۔ دل و جان ما نثار اقدام مرتضیٰ (۴) باد۔ کدام بدبختِ ازل کہ محبت مرتضیٰ در دلش نباشد، و کدام راندۂ درگاہِ مولیٰ کہ اہانتِ او، روا دارد، مفضّلہ گمان بردہ است کہ نتیجۂ محبّت با مرتضےٰ، تفضیل اوست بر شیخین و نمیدانند کہ ثمرۂ محبت

جب انبیاء صفت صحابۂ کرام کا شیخین کی فضیلت پر اتفاق ہے۔ اور حضرت علی مرتضیٰ بھی اس اجماع میں شریک ہیں۔ لہٰذا مفضّلہ (حضرت علی کو شیخین پر فضیلت دینے والوں) کا اعتقاد غلط ہے۔ ہمارا خاندان حضرت علی مرتضےٰ کے نام پر فدا ہو، ہمارا دل و جان حضرت علی مرتضیٰ کے قدموں پر نثار ہو۔ کون ازلی بدبخت ہے، جس کے دل میں حضرت علی مرتضیٰ کی محبت نہ ہوگی اور کون

موافقت است با او نہ مخالفت کہ چوں مُرتضیٰ فضلِ شیخین و ذی النّورین را بر خود روا داشت و اقتداء بایشاں کرد و حکم ہائے عہدِ خلافت ایشاں را امتثال فرمود۔ شرطِ محبت با او آں باشد کہ در راہ و روش با او موافق باشد نہ مخالف۔

مردودِ درگاہ اُن کی توہین کو جائز رکھتا ہے۔ اہل تفضیل کا گمان ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ انہیں شیخین پر فضیلت دی جائے۔ اور یہ نہیں سمجھتے کہ محبت کا تقاضا اُن کی موافقت ہے نہ مخالفت کہ جب علی مرتضیٰ نے شیخین اور ذی النورین کی فضیلت اپنے اوپر جائز رکھی، انکی اقتداء کی۔ انکے عہدِ خلافت کے احکام کی تعمیل کی۔ آپ کی محبت کی شرط یہ ہے کہ آپ کے راستے اور طرز (روش) میں آپ کی موافقت کی جائے نہ کہ مخالفت۔ (۴)

حضرت میر قدس سرہٗ المنیر نے یہ بحث پانچ ورق سے زائد میں افادہ فرمائی ہے مَنْ طَلَبَ الزِّيَادَةَ فَلْيَرْجِعْ إِلَيْهِ الحمدللہ یہ عقیدہ ہے اہلسنّت و جماعت اور ہم غلامانِ دودمانِ زید شہید کا

وَاللّٰہُ تعالیٰ اَعْلَمُ

سوال نمبر ۲

رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وعترتہ وسلّم نے وقتِ رحلت یا کسی اور وقت اپنے بعد اپنا جانشین کس کو مقرر کیا؟

الجواب

جانشینی ونیابت دو قسم ہے اوّل جزئی مقید کہ امام کسی خاص کا، یا خاص مقام پر عارضی طور پر کسی خاص وقت کے لئے دوسرے کو اپنا نائب کرے۔ جیسے بادشاہ کا لڑائی میں کسی کو سردار بنا کر بھیجنا یا کسی ضلع کی حکومت دینا یا تحصیلِ خراج پر مامور کرنا۔ یا کہیں جاتے ہوئے انتظامِ شہر سپرد کر جانا اس قسم کا استخلافِ صریح حضور پُر نور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وعترتہ وازواجہ وصحابتہ اجمعین وبارک وسلم سے بار ہا واقع ہوا۔ جیسے بعض غزوات میں امیر المؤمنین صدیقِ اکبر بعض میں حضرت اُسامہ بن زید، غزوہ ذات السلاسل میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سپہ سالار بنا کر بھیجا تحصیلِ زکوٰۃ امیر المؤمنین فاروقِ اعظم وحضرت خالد بن ولید وغیرہما رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مقرر فرمایا۔ یہ بھی یقیناً حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت تھی کہ اخذِ صدقات[1] اصل کام حضور والا صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ کا ہے۔ قَالَ اللہُ تعالیٰ

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ [2]	اُن کے اموال سے صدقہ لے کر انہیں طیب وطاہر بنائیں اور ان کیلئے دُعاءِ خیر کریں، بیشک تمہاری دُعا اُن کیلئے وجہ سکون ہے (مرتب)

تعلیم قرآن ودین کیلئے قُرّاء کرام، شہداءِ عظام کو مقرر فرمایا۔ حضرت عتاب بن اسید مکہ معظمہ حضرت معاذ بن جبل کو ولایت جند، حضرت ابو موسیٰ کو زبید وعدن، حضرت ابو سفیان والد امیر معاویہ یا حضرت عمرو بن حزم کو شہر نجران، حضرت زیاد بن لبید کو حضرموت، حضرت خالد سعید اموی کو صنعا، حضرت عمرو بن العاص کو عمان کا ناظم صوبہ کیا۔ باذان بن ساسان کیانی مغل کو صوبہ داری یمن پر مقرر رکھا۔ امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو ملکِ یمن کا عہدہ قضا بخشا۔ ۸ھ میں حضرت عتاب کو ۹ھ میں حضرت صدیق اکبر کو امیر الحاج بنایا۔ بعض وقائع میں امیر المؤمنین فاروقِ اعظم بعض میں حضرت معقل بن یسار بعض میں حضرت عقبہ کو حکم قضا دیا۔ غزوہ تبوک کو تشریف لے جاتے[3] وقت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کو اہلبیت کرام، اور غزوہ بدر میں حضرت ابو لبابہ اور تیرہ غزوات واسفار کو تشریف لے جاتے حضرت عبد اللہ ابن مکتوم، کو

---

[1] صدقات کا وصول کرنا [2] التوبہ پ ۱۱ آیۃ ۱۰۳ [3] تشریف لے جانا

مدینہ طیبہ کا امیر ووالی فرمایا۔ از انجملہ غزوہ ابواء کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پہلا غزوہ تھا وغزوہ بواط وغزوہ ذی العشیرہ وغزوہ طلبِ[1] کرز بن جابر وغزوہ سویق وغزوہ غطفان وغزوہ اُحد وغزوہ حمراء الاسد وغزوہ نجران وغزوہ ذات الرقاع وسفر حجۃ الوداع کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پچھلا سفر تھا رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین لخصنا کل ذٰلِكَ مِنْ صَحِیْحِ الْبُخَارِیِّ وَشُرُوْحِهٖ وَالْمَوَاهِبِ اللَّدُنِّيَّةِ وَالْمِنَحِ الْمُحَمَّدِيَّةِ وَشَرْحِهَا لِلزُّرْقَانِيِّ وَالْإِصَابَةِ فِیْ تَمْيِيْزِ الصَّحَابَةِ لِلْإِمَامِ الْحَافِظِ الْعَسْقَلَانِیِّ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ[2]

دوم:- کلی مطلق کہ حیاتِ مستخلف سے جمع نہیں ہو سکتی یعنی امام کا اپنے بعد کسی کیلئے امامت کبریٰ کی وصیت فرمانا اس کی نصِ صریح علی الاعلان بتصریح تام حضور اعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کے واسطے نہ فرمائی ورنہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ضرور پیش کرتے، اور قریش وانصار میں دربارۂ خلافت مباحثے مشہور سے نہ ہوتے۔

امیر المؤمنین، امام الاشجعین اسد اللہ الغالب علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے باسانیدِ صحیح تو یہ ثابت کہ جب اُن سے عرض کی گئی "اِسْتَخْلِفْ عَلَيْنَا" ہم پر کسی کو خلیفہ کر دیجئے۔ فرمایا۔

لَا وَلٰكِنْ اَتْرُكُكُمْ كَمَا تَرَكَكُمْ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	مَیں کسی کو خلیفہ نہ کروں گا۔ بلکہ یوں ہی چھوڑونگا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ گئے تھے[3]

اخرجہ الامام احمد بسندِ حسن والبزار بسند قوی والدار قطنی وغیرہم۔ بزار کی روایت میں بسند صحیح

---

[1] یہ جہاد کرز بن جابر فہری کی گوشمالی کیلئے تھا۔ جو مدینہ منورہ کے اونٹ ہانک کر لے گیا تھا۔ اسے بدر اولیٰ بھی کہتے ہیں۔

[2] یہ خلاصہ ہے۔ جو صحیح بخاری اور اس کی شروح، مواہبِ لدنیہ اور اس کی شرح زرقانی اور اصابہ، تصنیف امام ابن حجر عسقلانی سے ماخوذ ہے۔

[3] الصواعق المحرقہ ۱ - ص ۴۶

ہے۔ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا:۔

مَا اسْتَخْلَفَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَسْتَخْلِفُ عَلَیْکُمْ [1]

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہ کیا کہ میں کروں

دارقطنی کی روایت میں فرمایا:۔

دَخَلْنَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ، اِسْتَخْلِفْ عَلَیْنَا قَالَ لَا، اِنْ یَعْلَمِ اللّٰہُ فِیْکُمْ خَیْرًا یُوَلِّ عَلَیْکُمْ خَیْرَکُمْ، قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَعَلِمَ اللّٰہُ فِیْنَا خَیْرًا فَوَلّٰی عَلَیْنَا اَبَا بَکْرٍ [2]

ہم نے خدمتِ اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ہم پر کسی کو خلیفہ فرما دیجئے ارشاد ہوا "نہ" اگر اللہ تعالیٰ تم میں بھلائی جانے گا تو جو تم میں سب سے بہتر ہے اُسے تم پر والی فرما دیگا۔ حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا ربُ العزت جل وعلا نے ہم میں بھلائی جانی پس ابوبکر کو ہمارا والی فرمایا۔

(رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

امام اسحاق بن راہویہ و دارقطنی، ابن عساکر وغیرہم بطرق عدیدہ واسانید کثیرہ راوی:۔ دو شخصوں نے امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ان کے زمانہ خلافت میں دربارہ خلافت استفسار کیا

اَعَھْدٌ عَھِدَہٗ اِلَیْکَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمْ رَاْیٌ رَاَیْتَہٗ

کیا یہ کوئی عہد و قرار داد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے ہے یا آپ کی رائے ہے

فرمایا:۔ بَلْ رَاْیٌ رَاَیْتُہٗ [3]

بلکہ ہماری رائے ہے

اَمَّا اَنْ یَکُوْنَ عِنْدِیْ عَھْدٌ مِّنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

رہا یہ کہ اس باب میں میرے لئے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی عہد

[1] الصواعق المحرقہ، ص ۴۶ [2] الضاً، ص ۴۷ [3] ایضاً: ۴۸

عَھِدَہٗ اِلَیَّ فِیْ ذٰلِکَ فَلَا وَاللّٰہِ، لَئِنْ کُنْتُ اَوَّلَ مَنْ صَدَّقَ بِہٖ فَلَا اَکُوْنُ اَوَّلَ مَنْ کَذَبَ عَلَیْہِ، وَلَوْ کَانَ عِنْدِیْ مِنْہُ عَھْدٌ فِیْ ذٰلِکَ مَا تَرَکْتُ اَخَا بَنِیْ تَیْمِ بْنِ مُرَّۃَ، یَثُوْبَانِ عَلٰی مِنْبَرِہٖ وَلَقَاتَلْتُھُمَا وَلَوْ لَمْ اَجِدْ اِلَّا بُرْدَتِیْ ھٰذِہٖ وَلٰکِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یُقْتَلْ قَتْلًا وَلَمْ یَمُتْ فُجَاءَۃً مَکَثَ فِیْ مَرَضِہٖ اَیَّامًا وَلَیَالِیَ یَاْتِیْہِ الْمُؤَذِّنُ یُؤْذِنُہٗ بِالصَّلٰوۃِ، فَیَاْمُرُ اَبَا بَکْرٍ لِیُصَلِّیَ بِالنَّاسِ وَھُوَ یَرٰی مَکَانِیْ وَلَقَدْ اَرَادَتْ اِمْرَاَۃٌ مِّنْ نِسَائِہٖ تَصْرِفُہٗ عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ فَاَبٰی وَغَضِبَ وَقَالَ اَنْتُنَّ صَوَاحِبُ یُوْسُفَ مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ، فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَظَرْنَا فِیْ اُمُوْرِنَا فَاخْتَرْنَا لِدُنْیَانَا مَنْ رَضِیَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِدِیْنِنَا وَکَانَتِ الصَّلٰوۃُ عُظْمَ الْاِسْلَامِ

و قرار داد فرمایا ہو۔ سو خدا کی قسم ایسا نہیں اگر سب سے پہلے میں نے حضور کی تصدیق کی تو میں سب سے پہلے حضور پر افترا کرنے والا نہ ہوں گا۔ اور اگر اس باب میں حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے میرے پاس کوئی عہد ہوتا تو میں ابوبکر و عمر کو منبر اطہر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جست نہ کرنے دیتا۔ اور بیشک میں اپنے ہاتھ سے اُن کے ساتھ قتال کرتا۔ اگرچہ اپنی اس چادر کے سوا کوئی ساتھی نہ پاتا۔ بات یہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معاذ اللہ کچھ قتل نہ ہوئے نہ یکایک انتقال فرمایا۔ بلکہ کئی دن رات حضور کو مرض میں گزرے۔ مؤذن آتا۔ نماز کی اطلاع دیتا، حضور ابوبکر کو امامت کا حکم فرماتے حالانکہ میں کہیں غائب نہ تھا اور خدا کی قسم ازواج مطہرات سے ایک بی بی نے اس معاملہ کو ابوبکر سے پھیرنا چاہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ مانا اور غضب کیا اور فرمایا تم وہی یوسف والیاں ہو ابوبکر کو حکم دو کہ امامت کرے پس جبکہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا

[1] الصواعق المحرقہ:۔ ص ۴۷

وَ قِوَامُ الدِّيْنِ فَبَايَعْنَا اَبَابَكْرٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، وَكَانَ بِذٰلِكَ اَهْلاً لَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ مِنَّا اِثْنَانِ، [1]

ہم نے اپنے کاموں میں نظر کی تو اپنی دنیا یعنی خلافت کے لئے اُسے پسند کر لیا - جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے دین یعنی نماز کیلئے پسند فرمایا تھا کہ نماز تو اسلام کی بزرگی اور دین کی درستی تھی۔ لہذا ہم نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی اور وہ اسکے لائق تھے۔ ہم میں سے کسی نے اس بارہ میں اس کا خلاف نہ کیا -

یہ سب کچھ ارشاد کر کے حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ نے فرمایا -

فَاَدَّيْتُ اِلٰى اَبِىْ بَكْرٍ حَقَّهٗ وَعَرَفْتُ لَهٗ طَاعَتَهٗ وَغَزَوْتُ مَعَهٗ فِىْ جُنُوْدِهٖ وَكُنْتُ اٰخُذُ اِذَا اَعْطَانِىْ وَاَغْزُوْا اِذَا اَغْزَانِىْ وَاَضْرِبُ بَيْنَ يَدَيْهِ الْحُدُوْدَ بِسَوْطِىْ [1]

پس میں نے ابوبکر کو ان کا حق دیا اور انکی طاعت لازم جانی - اور اُن کے ساتھ ہو کر انکے لشکروں میں جہاد کیا اور جب وہ مجھے بیت المال سے کچھ دیتے، میں لے لیتا اور جب مجھے لڑائی پر بھیجتے میں جاتا اور انکے سامنے تازیانے سے حد لگاتا ۔

پھر بعینہٖ یہی مضمون امیر المومنین فاروق اعظم و امیر المومنین عثمان غنی کی نسبت ارشاد فرمایا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

ہاں البتہ ارشاداتِ جلیلہ واضحہ بارہا فرمائے[2] ۔

مثلاً ایک بار ارشاد ہوا :۔ میں نے خواب دیکھا ۔ کہ میں ایک کنوئیں پر ہوں ۔ اس پر ایک ڈول ہے۔ میں اس سے پانی بھرتا رہا جب تک اللہ نے چاہا۔ پھر ابوبکر نے ڈول لیا ۔ دو ایک بار کھینچا پھر وہ ڈول ایک پل ہو گیا جسے چرسہ[3] کہتے ہیں ۔ اُسے عمر نے لیا تو میں نے کسی سردار زبردست کو اس

---

[1] الصواعق المحرقہ ۔ ص ۴۷ [2] نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے [3] بڑا ڈول

کام میں اس کے مثل نہ دیکھا۔ یہاں تک کہ تمام لوگوں کو سیراب کر دیا کہ پانی پی پی کر اپنی فرودگاہ کو واپس ہوئے۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ [1]

امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ فرماتے ہیں ۔

میں نے بارہا ۔ بکثرت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے[2] سنا کہ ہوا میں اور ابوبکر و عمر، کیا میں نے اور ابوبکر و عمر نے ، چلا میں اور ابوبکر و عمر، رَوَاهُ الشَّيْخَانِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا[3]

ایک بار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ،

آج کی رات ایک مردِ صالح (یعنی خود حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے خواب دیکھا کہ ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق ہیں اور عمر ابوبکر سے اور عثمان عمر سے ،، جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ۔ جب ہم خدمتِ اقدس حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اُٹھے ۔ آپس میں تذکرہ کیا کہ وہ مردِ صالح تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں - اور بعض کا بعض سے تعلق وہ اس امر کا والی ہونا جس کے ساتھ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ہیں رَوَاهُ عَنْهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَحَاكِمٌ[4]

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :۔ مجھے بنی مصطلق نے خدمتِ اقدس حضور سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بھیجا۔ کہ حضور سے دریافت کروں ۔ حضور کے بعد ہم اپنے اموال زکوٰۃ کس کے پاس بھیجیں؟ فرمایا ابوبکر کے پاس ۔ عرض کی اگر انہیں کوئی حادثہ پیش آئے تو کسے دیں ؟ فرمایا عمر کو ۔ عرض کی جب اُن کا بھی واقعہ ہو تو فرمایا عثمان کو ، رَوَاهُ عَنْهُ فِى الْمُسْتَدْرَكِ وَقَالَ صَحِيْحٌ[5]

---

[1] الصواعق المحرقہ ۔ ص ۴۲ (ترجمہ عربی عبارت) اس حدیث کو امام بخاری و مسلم نے حضرت ابوہریرہ اور ابن عمر سے روایت کیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ، [2] یعنی اکثر اپنے ساتھ صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذکر فرماتے ۔

[3] مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۹ (ترجمہ عربی) اس حدیث کو امام بخاری و مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا

[4] مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۳ (ترجمہ عربی) اس حدیث کو ابوداؤد اور امام حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ۔

[5] اس حدیث کو امام طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت عصمہ ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ اور امام جلال الدین سیوطی نے اسے حسن قرار دیا ۔

ایک بی بی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور کچھ سوال کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ پھر حاضر ہو، انہوں نے عرض کیا آؤں اور حضور کو نہ پاؤں، فرمایا: مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس آنا۔ رَوَاہُ الشَّیْخَانِ عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یونہی ایک مرد سے ارشاد فرمانا مروی کہ میں نہ ہوں تو ابوبکر کے پاس آنا۔ عرض کی جب انہیں نہ پاؤں؟ فرمایا۔ تو عمر کے پاس۔ عرض کی جب وہ بھی نہ ملیں فرمایا: عثمان کے پاس اَخْرَجَہٗ اَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَۃِ وَالطَّبَرَانِیُّ عَنْ سَھْلِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَۃَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایک شخص سے کچھ اونٹ قرضوں پر خریدے یہ واپس جاتا تھا کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ملے حال پوچھا۔ اس نے بیان کیا، فرمایا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پھر حاضر ہو وہ پھر حاضر ہوا۔ اور عرض کیا اگر حضور کو کچھ حادثہ پیش آجائے۔ تو میری قیمت کون ادا کرے گا؟ فرمایا ابوبکر۔ پھر دریافت کیا۔ اور جو ابوبکر کو کچھ حادثہ پیش آجائے تو کون دے گا۔ فرمایا عمر۔ پھر دریافت کیا کہ انہیں بھی کچھ حادثہ درپیش ہو فرمایا:۔ وَیْحَکَ اِذَا مَاتَ عُمَرُ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَمُوْتَ فَمُتْ "ہائے نادان جب عمر مرجائے تو اگر مرسکے مرجانا" رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ عَنْ عِصْمَۃَ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وَحَسَّنَہُ الْاِمَامُ جَلَالُ الدِّیْنِ السُّیُوْطِیُّ

انہیں اشاراتِ جلیلہ سے ہے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایامِ مرضِ وفاتِ اقدس میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی جگہ امامت مسلمین پر قائم کرنا اور دوسرے کی امامت پر راضی نہ ہونا، غضب فرمانا، جس سے امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے استناد فرمایا کہ رَضِیَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لِدِیْنِنَا اَفَلَا نَرْضَاہُ لِدُنْیَانَا "رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں چن لیا۔ ہمارے دین کی پیشوائی کو کیا انہیں پسند نہ کریں اپنی دنیا کی امامت کو؟

اور نہایت روشن وصریح، قریب نص وتصریح وہ ارشاد اقدس ہے کہ امام احمد و ترمذی نے بافادۂ تحسین اور ابن ماجہ و ابن حبان و حاکم نے بافادۂ تصحیح، اور ابوالمحاسن رویانی نے حضرت حذیفہ بن الیمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ترمذی و حاکم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور طبرانی نے حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور پُرنور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے فرمایا۔

اِنِّیْ لَا اَدْرِیْ مَا بَقَائِیْ فِیْکُمْ فَاقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَفِیْ لَفْظٍ اِقْتَدُوْا بِالَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِیْ مِنْ اَصْحَابِیْ اَبَا بَکْرٍ وَعُمَرَ [1]	میں نہیں جانتا میرا رہنا تم میں کب تک ہو لہٰذا تمہیں فرماتا ہوں کہ میرے ان دو صحابیوں کی پیروی کرو جو میرے بعد ہوں گے ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

ایک بار آخر حیاتِ اقدس میں عین صریح بھی فرمادینا چاہا تھا۔ پھر خدا اور مسلمانوں پر چھوڑ کر حاجت نہ سمجھی۔ امام احمد و امام بخاری و امام مسلم اُم المؤمنین صدیقہ محبوبہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وعلیہا وسلم سے راوی کہ وہ ارشاد فرماتی ہیں۔

قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مَرَضِہِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ اُدْعِیْ لِیْ اَبَاکِ وَاَخَاکِ حَتّٰی اَکْتُبَ کِتَابًا فَاِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَّتَمَنّٰی مُتَمَنٍّ وَ یَقُوْلَ قَائِلٌ اَنَا اَوْلٰی وَیَاْبَی اللّٰہُ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَا بَکْرٍ [2]	حضورِ اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس مرض میں انتقال فرمانے کو ہیں اس میں مجھ سے فرمایا۔ اپنے باپ اور بھائی کو بلالے کہ میں ایک نوشتہ تحریر فرمادوں مجھے خوف ہے کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے اور کہنے والا کہہ اٹھے کہ میں زیادہ مستحق ہوں اور اللہ نہ مانے گا اور مسلمان نہ مانیں گے مگر ابوبکر کو۔

امام احمد کے ایک لفظ یہ ہیں کہ فرمایا:۔

اُدْعِیْ لِیْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِیْ بَکْرٍ اَکْتُبْ لِاَبِیْ بَکْرٍ کِتَابًا لَا یَخْتَلِفُ عَلَیْہِ اَحَدٌ ثُمَّ قَالَ دَعِیْہِ مَعَاذَ اللّٰہِ اَنْ یَّخْتَلِفَ الْمُؤْمِنُوْنَ فِیْ اَبِیْ بَکْرٍ الصواعق المحرقہ صفحہ ۲۲ [3]	عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو بلالاؤ کہ میں ابوبکر کیلئے نوشتہ لکھ دوں کہ ان پر کوئی اختلاف نہ کرے، پھر فرمایا۔ رہنے دو خدا کی پناہ کہ مسلمان اختلاف کریں ابوبکر کے بارے میں

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَی الْحَبِیْبِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَحْکَمُ

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۰ الصواعق المحرقہ ص ۱۱ [2] ایضاً: ص ۵۵۵ [3]

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کون ہیں؟

(کتبِ شیعہ کی روشنی میں)

-: تحریر :-

مولانا صوفی غلام رسول مدظلہٗ ناروال

پہلے مسلمان | جو سب سے پہلے دینِ اسلام میں داخل ہوئے۔ اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ شفقت پر بیعت کی۔

(ناسخ التواریخ جلد ۲ ص ۵۶۳)

مولیٰ علی کے امام | جن کے پیچھے حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے نمازیں پڑھیں۔
(احتجاج طبرسی مطبوعہ نجف اشرف ص ۶۰، حق الیقین مطبوعہ تہران ص ۱۴۲ ضمیمہ ترجمہ مقبول مطبوعہ لاہور ص ۴۱۵، جلاء العیون مطبوعہ تہران ص ۱۵۰)

خلیفۂ اوّل | جن کے مبارک ہاتھوں پر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد علی المرتضےٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہٗ نے بیعت کی (احتجاج طبرسی ص ۵۴، حق الیقین ص ۱۹۱، نہج البلاغۃ حصہ دوم مطبوعہ لاہور ص ۲۸۶، کتاب الروضہ، فروع کافی جلد سوم ص ۲۳۹، ایضاً ص ۲۲۱، تاریخ روضۃ الصفا جلد دوم مطبوعہ لکھنؤ ص ۲۲۰، جلاء العیون اردو ص ۱۵۴)

افضل امت | جن کے متعلق حضرت امام باقر رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے فضائل کا منکر نہیں ہوں لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے افضل ہیں (احتجاج طبرسی ص ۲۴۷، ایضاً ص ۲۴۸)

صاحبِ صدق وصفا | جن کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر صحابہ کی مجلس میں بیان فرمایا کرتے تھے۔ کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے تم سے نماز اور روزہ ویاد ادا کرنے میں فوقیت حاصل نہیں کی۔ بلکہ ان کے صدق وصفاءِ قلبی کی وجہ سے ان کی عزت اور وقار بڑھ گیا۔ (مجالس المؤمنین مطبوعہ تہران ص ۹۰)

لقب صدّیق | جن کے متعلق حضرت علی المرتضےٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جبلِ حرا پر تھے تو پہاڑ نے جنبش کی۔ حضور نے فرمایا ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی (یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) دوسرا صدیق (یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) تیسرا شہید (یعنی حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) بیٹھے ہیں۔ (احتجاجِ طبرسی ص ۱۱۶)

جن کے متعلق حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا۔ کہ جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم غار میں تھے تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو آپ نے فرمایا گویا میں جعفر اور اس کے ساتھیوں کی کشتی کو دیکھ رہا ہوں جو دریا میں کھڑی ہے اور میں انصارِ مدینہ کو بھی دیکھ رہا ہوں جو اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کو دیکھ رہے ہیں؟ تو حضور نے فرمایا، ہاں۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی حضور! مجھے بھی دکھا دیجئے۔ حضور نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی آنکھوں کو اپنے دستِ پاک سے مَس فرمایا تو اُن (یعنی ابوبکر صدیق) کو تمام منظر نظر آنے لگا تو حضور نے فرمایا "اَنْتَ الصِّدِّیْقُ" تو صدیق ہے (تفسیر قمی ص ۲۶۶)

کسی شخص نے امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے تلوار کو چاندی سے مرصع کرنے کے متعلق دریافت کیا تو امام نے فرمایا بہتر ہے۔ کیونکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اپنی تلوار کو مرصع کیا تھا۔ راوی کہنے لگا۔ آپ ان کو صدیق کہتے ہیں؛ امام غضب ناک ہو کر اپنے مقام سے اُٹھے اور کہنے لگے۔ نَعَمْ الصِّدِّیق، نَعَمْ الصِّدِّیق، نَعَمْ الصِّدِّیق۔ ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں، جو ان کو صدیق نہ کہے خدا اسکو دنیا اور آخرت میں جھوٹا کرے (کشف الغمہ فی معرفۃ الائمۃ مطبوعہ تہران ص ۲۲۰)

خلیفۂ بلافصل جن کے متعلق حضور نے اپنی زندگی میں ہی اپنی ازواج مطہرات حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق اور حضرت حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو فرما دیا تھا کہ میرے بعد عائشہ کا باپ (یعنی ابوبکر صدیق) خلیفہ ہوگا اور اُن کے بعد حفصہ کا باپ (یعنی فاروق اعظم) (ترجمہ مقبول ص ۱۱۷، تفسیر قمی ص ۶۸۷)

نبی کا ساتھی جن کے متعلق مولا کریم نے شبِ ہجرت پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ حضرت علی کو بستر پر لٹا دو اور ابوبکر صدیق کو ساتھ لے جاؤ۔

(آثارِ حیدری مطبوعہ لاہور ص ۴۰۱)

ظاہر و باطن جن کے متعلق شبِ ہجرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر بے شک اللہ تعالیٰ تیرے دل پر مطلع ہوا اور خدا نے تیرے ظاہری جواب کو باطن کے مطابق پایا۔ خدا تعالیٰ نے تجھے مجھ سے بمنزلہ کان، آنکھ اور سر کے بنایا ہے۔ اور جس طرح روح بدن کیلئے ہوتی ہے۔ اسی طرح علی ہے، کیونکہ وہ بھی مجھ سے اسی طرح قریب ہے۔ (تفسیر حسن عسکری مطبوعہ تہران ص ۱۹۰)

کاندھے پر سواری جنہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو شبِ ہجرت سواری کے علاوہ اپنے کاندھوں پر اٹھا کر غارِ ثور تک پہنچایا۔ جن کا فرزند ارجمند تین دن تک غارِ ثور میں اپنے گھر سے کھانا پہنچاتا رہا (حملۂ حیدری مطبوعہ تہران ص ۴۱)

امامِ حیات و بعد از وصال جن کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ پڑھنے کے لئے صحابہ نے منتخب فرمایا۔ لیکن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشورہ دیا کہ صدیق اکبر زندگی میں اور بعد از وصال حضور بھی ہمارے امام ہیں، لیکن حضور کا جنازہ بغیر امام ہوگا۔ چنانچہ پھر دس، دس حضرات نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر جنازہ پڑھا، حتیٰ کہ تمام فرشتوں اور تمام مہاجرین و انصار، خورد و بزرگ، مرد و زن، اہلِ مدینہ و اطرافِ مدینہ تمام نے نمازِ جنازہ پڑھی۔
(حیات القلوب مطبوعہ لکھنؤ جلد دوم ص ۸۶۶، جلاء العیون ص ۷۰، اصول کافی مطبوعہ تہران ص ۲۴۹)

جہیز کی خریداری جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری بیٹی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لئے جہیز خریدنے پر مقرر فرمایا۔ ابوبکر صدیق کی معیت میں چند صحابہ کو

بازار بھیجا۔ جن میں حضرت بلال کو خوشبو خریدنے پر مقرر فرمایا۔ عمار بن یاسر اور دیگر صحابہ دوسرا سامان خریدتے تھے۔ جب سامان خرید چکے تو کچھ اسباب ابوبکر نے اُٹھایا۔ اور باقی سامان دیگر صحابہ نے اُٹھایا جب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ہر ایک چیز کو اپنے ہاتھ میں لیتے اور ملاحظہ فرماتے اور دُعا کرتے کہ خداوندا یہ چیزیں میری اہلبیت پر مبارک ہوں۔ (جلاء العیون ص ۱۱۸)

مشورۂ نکاح جن کے ساتھ حضور نے مشورہ کیا کہ فاطمۃ الزہرا کی شادی کس کے ساتھ ہونی چاہیئے۔ تو صدیق نے عرض کی علی ابن ابی طالب سے۔

(جلاء العیون ص ۱۱۴)

بیٹی کا رشتہ جنہوں نے اپنی پیاری بیٹی حضرت عائشہ صدیقہ کا نکاح محبوبِ خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ (حیات القلوب جلد دوم ص ۲۷۲)

اللہ کی معیت جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمراہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غارِ ثور میں تھے، اور دشمن وہاں پہنچے تو اس وقت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غم ہوا کہ کہیں دشمن رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہ پہنچائیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اے میرے محبوب اپنے یارِ غار کو فرما دو "لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا" یعنی غم نہ کر بیشک اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے (ترجمہ مقبول ص ۲۸۴ پارہ ۱۰ سورۂ توبہ)

علی کی عقیدت جن کے مقدس نام پر علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک بیٹے کا نام ابوبکر رکھا۔ جو میدانِ کربلا میں اپنے بھائی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے کئی بے دینوں کو جہنم واصل کرتا ہوا شہید ہوا۔

(جلاء العیون ۴۱۴، روضۃ الشہداء ص ۲۶۴، ایضاً ص ۲۱۹)

معیارِ خلافت جن کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفۂ اوّل تسلیم کیا۔ اور جب خلیفۂ سوم حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستِ مبارک پر لوگوں نے بیعت کی تو آپ نے (یعنی علی المرتضیٰ) نے مختلف شہروں میں خطوط لکھے۔ جن میں ایک خط آپ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا۔ جس کی عبارت یہ تھی مجھ سے انہی لوگوں نے بیعت کی ہے جنہوں نے ابوبکر اور عمر اور عثمان سے بیعت کی تھی لہٰذا نہ تو حاضر

کے لئے حق باقی رہ گیا ہے کہ وہ بیعت میں اختیار سے کام لے اور نہ غیر حاضر کے لئے حق ہے کہ وہ بیعت سے روگردانی کرے، شوریٰ تو مہاجرین و انصار کے لئے ہے۔ اگر انہوں نے کسی آدمی کے انتخاب پر اتفاق کرلیا اور اسے امام قرار دے دیا تو یہ اللہ کی اور پوری اُمت کی رضا مندی کے لئے کافی ہے

(نہج البلاغۃ لاہوری جلد دوم ص ۴۰، نہج البلاغۃ مصری جلد سوم، نہج البلاغت فیض الاسلام مطبوعہ تہران ص ۸۴۱) فقط

(بشکریہ ماہنامہ رضائے مصطفٰے، رجب ادی الاخریٰ ۱۳۸۷ھ)

QASID KITAB GHAR
Mohammad Hanif Razvi Nagarchi
Near Jamia Masjid, Arcot Dargah,
BIJAPUR-586104, (Karnataka)

براءت علی از شرک جاہلی

از

اعلیحضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیشکش: الرضا پبلیکیشن ۳۷ میمن واڑہ روڈ، ممبئی ۳

شائع کردہ رضا اکیڈمی ۵۲ رڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی

فروغِ اہلسنّت کیلئے امام اہلسنّت کا دس نکاتی پروگرام

① عظیم الشان مدارس کھولے جائیں۔ باقاعدہ تعلیمیں ہوں

② طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں

③ مدرّسوں کی بیش قرار تنخواہیں اُن کی کارروائیوں پر دی جائیں

④ طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دیکر اس میں لگایا جائے۔

⑤ اُن میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دیکر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریرًا و تقریرًا و وعظًا ومناظرۃً اشاعتِ دین ومذہب کریں

⑥ حمایتِ مذہب و ردِّ بدمذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنّفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں

⑦ تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مُفت تقسیم کئے جائیں۔

⑧ شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبیٔ اعدار کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔

⑨ جو ہم میں قابلِ کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرّر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انھیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

⑩ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتًا فوقتًا ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلاقیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا" اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق ومصدوق صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا کلام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، صفحہ ۱۳۳)

RAZA OFFSET Mumbai-3 • Tel.: 23456313